تاریخ و سیَر

حافظ ابنِ عبد البرؒ قرطبی اندلسی

ملک عبدالرشید عراقی

حافظ ابنِ عبدالبر ابو عمر یوسف (۳۶۸ھ - ۴۶۳ھ) کا شمار اندلس کے ان نامور علمائے کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے نہ صرف اندلس بلکہ پوری دنیا کو اپنی علمی اور فکری خدمات سے متاثر کیا۔ آپ نے حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ مالکی اور موطا امام مالک کی بیش بہا خدمت کی۔

ابتدائی کوائف زندگی

آپ کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم، کنیت ابو عمرؒ اور عرف ابنِ عبدالبر تھا (تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶)۔ آپ ۲۵ ربیع الاخر ۳۶۸ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) ابنِ عبدالبر کا یہ قول نقل کرتے ہیں: "میں ۲۵ ربیع الاخر ۳۶۸ھ کو جمعہ کے دن اس وقت پیدا ہوا جب امام خطبہ دے رہا تھا" (وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۴۱۷)۔

ان کا تعلق قرطبہ سے تھا، جو اندلس کا دارالحکومت اور دنیائے اسلام کا عظیم شہر تھا۔ "حافظ ابنِ عبدالبر نمری اس لیے کہلاتے ہیں کہ آپ کا نسبی تعلق نمر بن قاسط سے ہے۔ نمر بن قاسط کی طرف جو قبیلہ منسوب ہے وہ بہت بڑا اور مشہور ہے۔" (ابنِ خلکان)

ان کے والد، عبداللہ بن محمد کا شمار قرطبہ کے اکابر علما اور فقہامیں ہوتا تھا، آپ ایک اچھے شاعر اور ادیب تھے۔ ان کا انتقال ۳۸۰ھ میں ہوا۔ اس وقت حافظ ابنِ عبدالبر کی عمر ۱۲ سال تھی۔ ۱۲ سال کی عمر کا لڑکا کتنا علم حاصل کر سکتا ہے۔ بہرحال کچھ نہ کچھ حافظ ابنِ عبدالبر نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ (ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب، ص ۳۵۹)

تحصیلِ علم

حافظ ابنِ عبدالبر کی تعلیم و تربیت قرطبہ میں ہوئی، جہاں قرآن مجید کے جلیل القدر مفسر بھی

موجود تھے، حدیث کے شارح بھی، محقق بھی اور مورخ بھی۔ یہاں علمی و دینی اور تحقیقی مراکز بھی تھے۔ قرطبہ میں بے شمار کتب خانے تھے، جہاں فن کی سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کتابیں موجود تھیں جن سے شائقین استفادہ کرتے تھے۔ دنیا کے دوسرے حصوں سے بھی طلبہ تحصیلِ علم کے لیے قرطبہ کا سفر کرتے تھے۔ چنانچہ قرطبہ کو دنیا میں ایک بین الاقوامی علمی مرکز کی حیثیت حاصل ہوگئی، اور یہاں کے علمائے کرام کے قول اور عمل کو پورے مغرب میں حجت اور سند سمجھا جانے لگا۔ حافظ عبدالبر نے ایسے علمی ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کی، اور قرطبہ کے جلیل القدر علمائے کرام سے استفادہ کیا۔

انھوں نے اپنے دور کے جن ممتاز آئمہ سے استفادہ کیا، ان کا تذکرہ حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) اور علامہ ابنِ فرحون مالکی (م ۷۹۹ھ) نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ ان میں درج ذیل ممتاز شخصیات بھی شامل ہیں۔

۱۔ امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن (م۳۹۰ھ): آپ نے عراق کے علما سے استفادہ کیا، اور اندلس میں حلقۂ درس قائم کیا۔ ابنِ عبدالبر نے آپ سے سنن ابوداوٗد کا سماع کیا۔

۲۔ امام ابو القاسم خلف بن قاسم بن سہل بن الدباغ الاندلسی (م ۳۹۳ھ): ان کا شمار اندلس کے ممتاز علما میں ہوتا تھا۔ ابنِ عبدالبر نے جملہ علوم اسلامیہ میں ان سے استفادہ کیا۔

۳۔ امام ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید المعروف با بن الجسور (م ۴۰۱ھ): آپ کا شمار اندلس کے ممتاز علمائے حدیث میں ہوتا تھا۔

۴۔ امام ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ **الطلمنکی** (م ۴۲۹ھ): آپ قرات کے امام مانے جاتے تھے۔ فنِ حدیث اور اسماء الرجال میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ حافظ ابنِ عبدالبر نے آپ سے حدیث میں استفادہ کیا۔

۵۔ امام ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعید بن ایوب باجی قرطبی (م ۴۷۴ھ): آپ اندلس کے ممتاز عالم، نامور محدث اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ آپ کی ساری زندگی حدیث کی خدمت اور اس کی نشرواشاعت میں بسر ہوئی۔

حافظ ابنِ عبدالبر نے اپنی ساری زندگی اندلس ہی میں بسر کی۔ اندلس کے باہر کسی دوسرے ملک میں آپ کو جانے کا موقع نہیں ملا۔ تاہم اربابِ سِیَر اور تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ اندلس کے شرق و غرب شہروں میں آپ تشریف لے گئے۔ ابنِ خلکان لکھتے ہیں: قرطبہ چھوڑ کر حافظ ابنِ عبدالبر مغربی اندلس چلے گئے۔ پھر وہاں سے مشرقی اندلس کا سفر کیا، اور دانیہ میں سکونت

اختیار کی۔ بعد میں بلنیہ آئے اور پھر شاطبہ میں رہے۔ ملک مظفر کے عہد میں آپ کو اشبونہ اور شترین کے قضا کا منصب دیا گیا۔

علمی مرتبہ

حافظ ابنِ عبدالبر کے علم و فضل، حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، زہد و ورع، امانت و دیانت کا علمائے کرام نے اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابنِ فرحون مالکی لکھتے ہیں: "حافظ ابنِ عبدالبر اندلس کی سرزمین میں سننِ ماثورہ کے سب سے بڑے حافظ تھے۔"

حافظ ابنِ عبدالبر کو، گو تمام علومِ اسلامیہ میں علمی تبحّر حاصل تھا لیکن سب سے زیادہ اشتغال اور انہماک علمِ حدیث سے تھا، اور علمائے کرام نے حدیث میں آپ کے علمی تبحّر کا اعتراف کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ: "حافظ ابنِ عبدالبر نے اندلس سے باہر قدم نہیں نکالا۔ تاہم حدیث میں ان کا رتبہ خطیب بغدادی، امام بیہقی اور امام ابنِ حزم جیسے اربابِ کمال اور اساطینِ فن سے کم تر نہیں تھا، بلکہ وہ بعض حیثیتوں سے ان سب میں ممتاز تھے۔ (بستان المحدثین، ص ۶۹)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "آپ حدیث کے حافظ تھے۔ نیز علمِ حدیث و رجال کے ممتاز عالم تھے۔ فنِ حدیث میں ایسی مہارت اور پختہ استعداد بہم پہنچائی کہ متقدمین علمائے اندلس پر سبقت لے گئے اور علمِ حدیث میں تقدّم اور علمِ فقہ اور معانی میں بصیرت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ علم الانساب اور علم الاخبار میں بھی پوری طرح دسترس حاصل تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۲۲۶)

خصوصاً حافظ ابنِ عبدالبر اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کے ماہر تھے، اور علمائے کرام نے ان کے اس فن میں ماہر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ: "حافظ ابنِ عبدالبر حدیث و رجال کے عالم تھے۔ ان کی سند عالی، اور وہ توثیق و تضعیف کے ماہر تھے۔" (تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶)

حافظ ابنِ عبدالبر صرف حدیث، فقہ، اسماء الرجال اور جرح و تعدیل ہی میں ممتاز نہ تھے بلکہ ان کو متعدد دوسرے علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، تاریخ، قرات، انساب، سِیَر و اخبار، عربی ادب اور معانی میں دستگاہ حاصل تھی۔

شعر و سخن

حافظ ابنِ عبدالبر جہاں ایک بہت بڑے محدث، فقیہہ، امامِ ادب و تاریخ، صاحبِ سِیَر و

انساب تھے وہاں آپ شعر و سخن سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے' اور کبھی کبھی خود بھی شعر کہتے تھے۔

فقہی مذہب

بلادِ مغرب کے اکابر و فضلا کی طرح حافظ ابنِ عبدالبر' امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) کے مکتبِ فقہ و اجتہاد سے وابستہ تھے۔ آپ نے موطا امام مالک کی بیش بہا خدمت کی۔ حافظ ذہبی اور دیگر علما نے امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کے اقوال و مذاہب کی طرف ان کے میلان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ مالکی تھے' اور ان میں اجتہادی بصیرت بدرجۂ اتم موجود تھی۔

وفات

حافظ ابنِ عبدالبر نے ۹۵ سال کی عمر میں ربیع الاخر کی آخری تاریخ کو ۴۶۳ھ میں **شاطبیہ** میں انتقال کیا۔ (وفیات الاعیان' ج ۳' ص ۴۲۱)

تصنیفات

حافظ ابنِ عبدالبر قرطبی ایک بلند پایہ مصنف تھے۔ ابنِ **خلکان** لکھتے ہیں کہ:"حافظ ابنِ عبدالبر کی تصنیف و تالیف میں توفیقِ الٰہی اور تائیدِ ایزدی ان کے شاملِ حال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کتابوں سے بڑا فائدہ پہنچایا"۔ (وفیات الاعیان' ج ۳' ص ۲۱۸)

حافظ ابنِ عبدالبر قرطبی کی جملہ علومِ اسلامیہ پر گہری نظر تھی' اس لیے آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا' اور بڑے عمدہ انداز میں بحث کی ہے۔ اس سے ان کی تصنیفات کو بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ مختلف موضوعات پر حافظ ابنِ عبدالبر کی ۳۲ کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ تمام تصنیفات کا تعارف کرانا تو ممکن نہیں' تاہم چند مشہور تصنیفات کا مختصر تعارف کرانا بھی ضروری ہے۔ اس لیے آپ کی ۸ تصنیفات کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ **بہجتہ المجالس وانس المجالس:** اس کتاب میں آپ نے ادب و محاضرات کی بلند پایہ کتابوں سے نادر واقعات' منتخب اشعار' دلچسپ حکایات اور حکیمانہ اقوال جمع کیے ہیں۔ صاحبِ **کشف الظنون** حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں: " **بہجتہ المجالس** کا شمار ادب کی معتبر کتابوں میں ہوتا ہے"۔

حافظ ابنِ عبدالبر خود بھی شعر کہتے تھے' اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو اشعار کی صورت میں وصیت کی۔ جن سے ان کے اعلیٰ ذوق اور عربی ادب سے خاص مناسبت کا

کا پتا چلتا ہے:

دنیا سے دور رہنا اور اس کو اہمیت نہ دینا۔ اور دین کے راستے کو پوری مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈرنا۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ اس لیے کہ تقویٰ سب سے بڑا سہارا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں اور کوئی سہارا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا۔ اس لیے کہ شکر ادا کرنے سے مزید نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ شکر نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

وہ تمام کام چھوڑ جن کے کرنے سے کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ صحیح راستہ پر چل' حق کا راستہ چھپا ہوا نہیں' بلکہ ظاہر اور نمایاں ہے۔

زندگی کے جو تھوڑے دن باقی ہیں' انھیں بہت احتیاط اور سوچ کے ساتھ گزار۔ اس لیے کہ یہ مختصر زندگی نہ دائمی ہے اور نہ باقی ہے۔ یعنی ختم ہونے والی ہے۔

دیکھو عمر کس طرح مسلسل گزر رہی ہے۔ اس کی جدت بوسیدہ ہو رہی ہے اور اس کی مدت فنا ہو رہی ہے۔

۲۔ **کتاب الکافی فی الفقه اہل مدینه مالکی**: یہ فقۂ مدینہ اور مذہبِ مالکی کے فروع و جزئیات پر ایک مبسوط کتاب ہے۔ کتاب کی تالیف کے بارے میں حافظ ابنِ عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

"مجھ سے میرے ایک بھائی نے کہا کہ میں فقہی مسائل پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی حیثیت کی حامل ہو' اور احکام کے سمجھنے کے سلسلے میں مفید ہو' جامع اور ترتیب کے لحاظ سے عمدہ ہو' تاکہ پڑھنے والا اسے باسانی اور خوشی خوشی پڑھ سکے۔ اور کسی لمبی اور ضخیم کتب کے مطالعے کی احتیاج نہ رہے۔ میں نے اس میں علمائے مدینہ کے علم پر اعتماد کیا ہے اور امام مالک بن انس کے مسلک کو اختیار کیا ہے"۔

یہ کتاب کتب خانہ سیدنا عثمانؓ' مدینہ منورہ میں ایک قلمی مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی (مقالاتِ سلیمان' ج ۲'ص ۴۷-۳)۔ ڈاکٹر محمد احید الموریتانی کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ مکتبہ الریاض الحدیثہ نے اسے شائع کیا ہے۔

۳۔ **الانتقاء فی فضائل الثلاثه الفقہاء مالک و شافعی و ابی حنیفہؒ** یہ کتاب ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہؒ' امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے فضائل و مناقب اور اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے۔ ان اساطینِ فقہ کے تذکرہ میں ضمناً" ان کے نامور تلامذہ کا بھی مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ

کتاب ۱۳۵۰ھ میں مکتبہ قدسی قاہرہ (مصر) سے شائع ہو چکی ہے۔ (تذکرہ المحدثین، ج ۲، ص ۳۷۲)

۴۔ **جامع بیان العلم و فضلہ:** یہ ایک معروف و مشہور کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے علم، فضیلتِ علم اور علما کے فرائض پر بڑے اچھے پیرائے میں بحث کی ہے، اور حضورؐ کے ارشادات، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور دیگر جلیل القدر علمائے کرام کے اقوال جمع کر دیے ہیں۔ حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں: "مجھ سے پہلے بھی اس قسم کی کتابیں کئی آدمی لکھ چکے ہیں۔ وہ کافی ہوتیں، تو میں یہ کتاب نہ لکھتا اور ان کی طرف اشارہ کر دیتا۔ لیکن وہ کافی نہیں۔ ہر مولف نے وہی جمع کیا ہے جو اس کے ذہن میں محفوظ تھا، اور جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ تھا یا جسے اس نے طالبِ ارشاد کے لیے مناسب سمجھا۔"

مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم نے مولانا ابوالکلام آزادؒ (م ۱۹۵۸) کے ایما سے، ۱۹۲۷ میں اس کا اردو ترجمہ کیا۔ مگر بعض وجوہ کی بنا پر اس کی اشاعت میں تاخیر ہوئی اور یہ جون ۱۹۵۳ء میں ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہوئی۔ مولانا ملیح آبادی مرحوم لکھتے ہیں کہ "علم اور فضیلتِ علم پر اس سے بہتر اور جامع کتاب نہیں دیکھی گئی۔ اسلامی نقطہ نظر سے علم، اہلِ علم اور طالبانِ علم کے بارے میں آدمی جو کچھ جاننا چاہے اس کتاب میں موجود ملے گا"۔

۵۔ **الاستذکار، بمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ الموطا:** حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے موطا امام مالک کی ایک بسیط شرح "**التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید**" لکھی۔ صاحبِ **کشف الظنون** لکھتے ہیں کہ آپ نے ایک کتاب تمہید لکھی اور الاستذکار اس کا خلاصہ ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ یہ موطا کی مستقل شرح ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: "یہ موطا کی بہترین اور عمدہ شرحوں میں ہے۔ اس کے ابواب کی تنسیق میں بڑی فنی مہارت سے کام لیا گیا ہے اور مختصر ہونے کی وجہ سے نہایت مقبول و متعارف ہے۔ (بستان المحدثین، ص ۱۲۰)

۶۔ **التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید:** یہ موطا امام مالک کی ضخیم، عمدہ اور عظیم الشان شرح ہے، اور موطا امام مالک کی جتنی شروح لکھی گئی ہیں ان میں اس کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی شرح کی بدولت حافظ ابنِ عبدالبر کو مالکیہ میں سب سے بلند محدث تسلیم کیا گیا ہے۔ علامہ ابنِ حزم (م۴۵۶ھ) فرماتے ہیں: "فقہ الحدیث میں ایسی عمدہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری اور اس سے بہتر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: "حافظ ابنِ عبدالبر کی شرح تمہید، فقہ حدیث میں نادرہ روزگار کتاب ہے۔ یہ روشن ضمیر مجتہدوں

کے لیے سرمۂ بصیرت ہے۔ اور مذہبِ مالکی کے متعلق تنہا یہی کتاب کافی ہے"۔

حافظ ابنِ عبدالبرؒ اپنی اس شرح کو بہت پسند کرتے تھے' فرماتے ہیں: "یہ کتاب ۳۰ سال سے میرے دل کی مونس اور ساتھی ہے' میرے ذہن کی صفائی کا ذریعہ اور میرے غموں کو دور کرنے کا وسیلہ۔ میں نے اس میں لوگوں کے لیے ان کے نبیؐ کے کلام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے معانی و مطالب اور نکات کی وضاحت کی ہے۔ اس میں ایسے آداب ہیں جن کے اپنانے سے نیکی اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے' اور ظلم سے دور رہنے کی توفیق ملتی ہے"۔

۷۔ **الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب:** حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے اس کتاب میں ۳۵۸۵ صحابہ کرامؓ کے حالات و مناقب اور فضائل بیان کیے ہیں۔ کتاب بہت عمدہ' عظیم الشان اور معلومات سے پُر ہے۔ اس کتاب کو مغرب کے علاوہ مشرق میں بھی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ اس سے پہلے بھی صحابہ کرامؓ کے حالات و مناقب پر محدثینِ کرام نے کتابیں لکھیں۔ مگر حافظ ابنِ عبدالبر کی کتاب الاستیعاب کو ایک گونہ اہمیت حاصل ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) لکھتے ہیں: "حافظ ابنِ عبدالبر نے اپنی کتاب کا نام الاستیعاب اس لیے رکھا' کہ آپ اس موضوع پر اسے گزشتہ کتب کی جامع سمجھتے تھے۔ لیکن آپ کا یہ خیال صحیح نہیں۔ بہت کچھ آپ سے چھوٹ گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں ابوبکر بن فتحون اور دیگر علماءِ کرام نے اس کتاب پر ضمیمے لکھے۔"

حافظ ابنِ حجرؒ کے اس بیان سے استیعاب کی عظمت و اہمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس میں تمام صحابہ کرامؓ کے حالات آ گئے ہیں' اور اس لیے اس کا نام استیعاب رکھا ہے بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ میں نے اس کتاب کا نام الاستیعاب اس لیے رکھا ہے کہ یہ متقدین کی کتابوں کے مباحث کو حاوی ہے۔

تلامذہ

حافظ ابنِ عبدالبر کے جس طرح اساتذہ باکمال تھے اسی طرح آپ کے تلامذہ بھی باکمال ہوئے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کے ایک ممتاز شاگرد امام حافظ ابو عبداللہ حمیدی اندلسی (م ۴۸۸ھ) تھے۔ وہ ۴۲۰ھ میں اندلس میں پیدا ہوئے۔ امام حمیدی کی عدالت و ثقاہت' زہد و ورع' علم و فضل اور حفظ و ضبط کا اربابِ سِیَر نے اعتراف کیا ہے۔ کتاب الجمع بین الصحیحین اور تاریخ اندلس آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ امام ابوعلی حسین بن محمد بن احمد غسانی جیانی اندلسی (م ۴۹۸ھ) بھی آپ کے ممتاز شاگرد تھے۔ وہ ۴۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار اندلس کے ممتاز علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ جملہ علومِ اسلامیہ کے تبحّر عالم تھے۔ عربی ادب' لغت' علم الانساب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔